عورت کی حکمرانی قرآن و سنّت کی روشنی میں

جناب مولانا گوہر رحمٰن صاحب - مردان -

محترمہ بے نظیر بھٹو کا پاکستان کی وزیر اعظم بن جانا ایک امر واقعہ ہے اور مغربی جمہوریت کے اصول کے مطابق بھی ہے۔ لیکن کچھ صحافی قسم کے لوگ اس امر واقعہ کو امر جائز قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کے لیے شرعی جواز تلاش کر رہے ہیں۔ حالانکہ عورت کی حکمرانی اسلام کے سیاسی اصول اور شریعت کے واضح احکام کے خلاف ہے۔ شریعت کے اصل احکام کا تحفظ ایک دینی فریضہ ہے۔ میری اس تحریر کا اصل محرک یہی دینی فریضہ ہے۔ اس تحریر میں مسئلہ کی شرعی حیثیت مثبت انداز میں شرعی دلائل کے ساتھ واضح کی گئی ہے اور ان شبہات اور غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا گیا ہے جن کی بنا پر کچھ لوگ عورت کی حکمرانی کے لیے سند جواز فراہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس مضمون کے قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ سیاسی اغراض، گروہی مفادات اور پارٹی لائن سے بالاتر ہو کر خالص حق پسندی کے جذبے کے تحت اس مضمون کو پڑھیں اور تلاشِ حق کی نیت کے ساتھ اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

عورت کی حکمرانی شرعاً جائز نہیں ہے

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے جس کی سیاست اسلامی نظریے کے تابع ہونی چاہیے اور اسلامی نظریے کی بنیاد قرآن و سنّت ہے اور قرآن و سنّت کی رُو سے عورت کی حکمرانی جائز نہیں ہے۔

قرآنی آیات | اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۔ (النساء - ۳۴)

"مرد حاکم ہیں عورتوں پر کیونکہ زیادہ صلاحیتیں دی ہیں اللہ نے بعض کو بعض پر، اور خرچ کرتے ہیں وہ اپنا مال"

قوام منتظم اور نگران کو کہا جاتا ہے۔ امیر اور حاکم بھی چونکہ انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے، اس لیے قوام امیر اور حاکم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابن جریر (م ۳۱۰ھ) نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ "اُمَرَآءُ عَلَيْهَا" "مرد عورتوں پر حکمران ہیں"۔[۱]

امام فخرالدین رازی (م ۶۰۶ھ) اور امام ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) نے بھی قوامون کے یہی معنے لکھے ہیں کہ "اللہ نے مرد کو عورت کا امیر، رئیس اور حاکم بنایا ہے"۔[۲]

اِس آیت کا تعلق اگرچہ سیاستہ البیت سے ہے لیکن جب چھوٹی سی ریاست کی سربراہی عورت کو نہیں دی گئی تو سیاست المدن یعنی پورے ملک کی ایک ہمہ گیر حکومت کی سربراہی اُسے کیسے سپرد کی جا سکتی ہے۔ مرد کے قوام ہونے کی وجہ اس آیت میں یہ بیان ہوتی ہے کہ اس کی ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی صلاحیتیں عورت سے زیادہ ہیں۔ یہ عورت کی تحقیر نہیں ہے، بلکہ یہ تفاوت تقسیم کار کے لیے قائم ہوا ہے۔ فرائض کے اِسی تنوّع کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

> "اور تمنا نہ کرو اس چیز کی جس میں فضیلت دی ہے اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر مردوں کے لیے حصہ ہے ان کے اعمال کا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے ان کے اعمال کا اور مانگا کرو اللہ سے اس کا فضل، بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے"۔ (النساء آیت ۳۲)

---

[۱] تفسیر ابن جریر طبری طبع مصر ۱۹۵۴ء جلد ۵ ص ۵۷۔

[۲] تفسیر کبیر از امام رازی جلد ۱۰ ص ۸۸ و تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۷۴۔

اِس آیت کی تشریح میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

" اللہ نے دُنیا میں ہر گروہ کو دوسرے گروہ پر خاص خاص باتوں میں مزیّت دی ہے اور ایسی ہی مزیّت مردوں کو بھی عورتوں پر ہے۔ مرد عورتوں کی ضروریات معیشت کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ اس لیے سربراہی و کارفرمائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کے لیے ہوگیا ہے۔"[1]

۲۔ مرد کی قوامیت اور صلاحیتوں میں فوقیت کا ذکر سورۂ بقرہ میں اِس طرح ہوا ہے۔

" اور عورتوں کا بھی حق ہے جس طرح کہ مردوں کا ان پر حق ہے شرعی قاعدے کے مطابق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔" (البقرہ۔ آیت ۲۲۸)

جاہلیتِ قدیمہ کے دَور میں عورت کا کوئی بھی حق تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اور اُسے صرف استعمال کی ایک چیز سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی اور فرمایا کہ مرد اور عورت دونوں کے حقوق بھی ہیں اور فرائض بھی ہیں۔ اس کے مقابلے میں دَورِ جدید کی جاہلیتِ جدیدہ کا دعویٰ یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ہر اعتبار سے مساوی ہیں۔ اس غیر فطری دعوے کی بھی اللہ تعالیٰ نے تردید کی اور فرمایا کہ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ کہ مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ یہ فوقیت اور فضیلت صرف عدّت کے دوران حقِ رجوع ہی میں نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے، بلکہ ذمہ داریوں کے اعتبار سے بھی ہے کہ مرد پر امارت اور سربراہی کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور عورت پر یہ بوجھ نہیں ڈالا گیا۔

۳۔ طالوت کی اہلیت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (البقرہ۔ آیت ۲۴۷)

" زیادہ فراخی دی ہے اس کو اللہ نے علم میں اور جسم میں۔"

اِس آیت میں علمی، عقلی اور جسمانی صلاحیتوں میں فوقیت و فضیلت کو اہلیت کی صفات میں شمار کیا

---

[1] تفسیر ترجمان القرآن از ابوالکلام آزاد، سورۃ النساء آیت ۳۲-۳۳۔

گیا ہے۔ صنفِ نازک کی جسمانی کمزوری تو ہر ایک کو معلوم ہے اور عقلی طور پر مردوں سے کم ہونا ارشادِ رسولؐ سے ثابت ہے[1]۔

علامہ فرید وجدیؒ نے اپنی کتاب "مسلمان عورت" اور دائرۃ المعارف القرآن العشرین میں علومِ جدیدہ کے یورپین ماہرین کی ایک بڑی تعداد کے مستند اقوال نقل کیے ہیں کہ عورت کی عقلی، نفسیاتی اور جسمانی صلاحیتوں کا مرد سے کم ہونا سائینٹیفک استدلال سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ جن ملکوں میں عورت نے مرد کے ساتھ ہر معاملے میں برابری کی کوشش کی ہے وہاں پر اس نے اپنی نسوانیت کا خون کر کے اپنی اصل صنفی حیثیت کو تباہ کر دیا ہے۔

۴۔ ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ۔ (الاحزاب - ۳۳)

"اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ ٹھہری رہو۔"

امام جصاصؒ، قرطبیؒ اور ابن کثیرؒ نے اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ تمام مسلمان خواتین کو حکم دیا گیا ہے کہ گھروں میں ٹھہری رہو اور ضرورت کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلو۔ اگر باہر نکلنے کی ضرورت ہو تو پھر پردے کی پابندی کرو۔ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بیرونِ خانہ ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ نے عورت پر نہیں ڈالیں۔ وزیراعظم کے فرائضِ منصبی ظاہر ہے کہ "قرار فی البیت" کے حکمِ خداوندی کو توڑنے کے بغیر ادا نہیں کیے جا سکتے۔ تو آخر وہ کونسی اضطراری صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے خدا کے اس حکم کو توڑا جائے۔ کیا مرد ختم ہو گئے ہیں یا سب کے سب نالائق ہیں؟

احادیثِ نبویہ

۱۔ کسریٰ کی بیٹی پوران وخت کو جب ایرانیوں نے اپنی ملکہ بنایا تو اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمْ امْرَأَةً۔ "جس قوم نے بھی عورت کو حکمران

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحیض جلد ۱ ص ۴۴ و کتاب الشہادات جلد ۱ ص ۳۶۳۔

بنایا وہ کامیاب نہیں ہوگی[1]

یہ ارشادِ رسول اگرچہ اہلِ ایران کے بارے میں ہے لیکن مذمت کی اصل وجہ ایرانی ہونا نہیں ہے بلکہ عورت کو حکمران بنانا اصل وجہ ہے۔ پیپلز پارٹی والوں نے آج کسریٰ کی سنّت اور موروثی بادشاہتوں کی رسم کو اپنا کر پاکستان کی حکومت کو بھٹو خاندان کی میراث بنا دیا ہے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی حکمرانی کو ذلت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"جب تمہارے حکمران تم میں سے بد ترین لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند لوگ بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے حوالے کر دیئے جائیں تو پھر تمہارے لیے زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ سے بہتر ہوگا"[2]

حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ذلت کی اس زندگی کو خوش دلی کے ساتھ برداشت نہ کرو، بلکہ اس صورتِ حال کو بدلنے کی کوشش کرو اور اس فتنے سے خود بھی بچو اور اپنی قوم کو بھی بچانے کی فکر کرو۔

۳۔ قال رسول اللہ ھلکت رجال حین اطاعت النساء۔[3]

"مرد جب عورتوں کی فرمانبرداری قبول کر لیں تو تباہ و برباد ہو جائیں گے۔"

۴۔ قال رسول اللہ لن یُّفلح قوم یملک رایھم امرأۃٌ۔[4]

"وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جن کی سوچ پر ایک عورت حکمرانی کر رہی ہو۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبی الیٰ کسریٰ وقیصر وصحیح بخاری کتاب الفِتن۔

[2] سنن ترمذی ابواب الفتن باب نمبر ۶۴۔

[3] مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۲۹۱ وقال الذہبی صحیح۔

[4] مجمع الزوائد باب ملک النساء جلد ۵ ص ۲۰۹۔

۵۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ لَا یُقَدِّسُ اللّٰہُ اُمَّۃً قَادَتْھُمْ اِمْرَاَۃٌ ۔[1]

" اللہ تعالیٰ اُس قوم کو پاکیزہ قوم نہیں بناتا جس کی قیادت عورت کے ہاتھ میں ہو"

۶۔ تمام وہ احادیث بھی عورت کی حکمرانی کے جائز نہ ہونے کے دلائل ہیں، جن میں عورتوں کو ضرورت کے بغیر باہر گھومنے پھرنے سے منع کیا گیا ہے اور جن میں مردوں اور عورتوں کے مخلوط اور آزادانہ میل ملاپ سے منع کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ احکام کو توڑے بغیر کوئی عورت سربراہِ حکومت کی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکتی۔

قرآن وسنّت کے ان حوالوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ عورت نہ سربراہِ ریاست بن سکتی ہے اور نہ سربراہ حکومت بن سکتی ہے۔ شریعت کا یہ حکم اگرچہ مغرب کی جمہوریت کے اُصول کے مطابق نہیں ہے لیکن اُمتِ مُسلمہ کے لیے معیارِ حق قرآن وسنّت ہے جمہوریت نہیں ہے۔ شریعت اور جمہوریت کے درمیان جب تضاد آجائے تو اُمتِ مُسلمہ شریعت کو جمہوریت پر ترجیح دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منصبِ رسالت پر کسی عورت کو مقرر نہیں کیا

قیادت وامارت اصل میں نبی کا فرضِ منصبی ہے اور اسی کے شایانِ شان بھی ہے۔ اسلامی حکومت کا سربراہ اللہ کے نبی کا نائب ہوتا ہے اور قرآن کریم میں صاف طور پر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسالت کے منصب پر کبھی بھی کسی عورت کو مقرر نہیں کیا۔

" اور نہیں بھیجا تھا ہم نے (رسول بنا کر) آپؐ سے پہلے مگر مردوں کو وحی بھیجی تھی ہم نے ان کی طرف پس پوچھ لو اہلِ علم سے اگر تم نہیں جانتے"

(الانبیاء آیت نمبر ۷)

---

[1] مجمع الزوائد باب ملک النساء ج ۵ ص ۲۱۰

جب نبوت و رسالت مردوں کے لیے مخصوص ہے تو اسلامی حکومت کی سربراہی بھی مردوں کے لیے مخصوص ہے اس لیے کہ اسلامی حکومت کی سربراہی نبی کی نیابت ہوتی ہے۔

نماز کی امامت بھی مردوں کے لیے مخصوص ہے

فقہائے اسلام نے لکھا ہے کہ امامت کبریٰ (حکومت کی سربراہی) کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو امامتِ صغریٰ (نماز کی امامت) کی اہلیت رکھتا ہو۔ رسول اللہؐ اور خلفائے راشدین حکومت کے سربراہ بھی تھے اور نماز کی امامت بھی خود کرتے تھے۔ سقیفہؓ بنو ساعدہ کے انتخابی اجلاس میں حضرت ابو بکرؓ کے استحقاق کی ایک دلیل یہ بھی بیان ہوئی تھی کہ جب رسول اللہؐ نے نماز کی امامت کے لیے انہیں مقرر فرمایا تھا تو امت کے دوسرے معاملات کی قیادت کے مستحق بھی یہی ہو سکتے ہیں۔ عورت جب نماز کی امامت نہیں کرا سکتی بلکہ اس کی اقتدا میں نماز ہوتی ہی نہیں — تو یہ حکومت یا ریاست کی سربراہ بھی نہیں بن سکتی۔

علمائے علم الکلام اور فقہائے اسلام کی تصریحات

علم الکلام اور علم الفقہ دونوں میں وضاحت کے ساتھ شریعت کا یہ اصول اور حکم بیان ہوا ہے کہ حکومت کی سربراہی کے لیے مرد ہونا شرط ہے۔ علم الکلام کی کتابوں میں اہلِ سنّت کے بنیادی اصول بیان ہوئے ہیں اور علمِ فقہ کی کتابوں میں اِن اصولوں کی روشنی میں عملی زندگی کے احکام و قوانین بیان ہوتے ہیں۔ عورت کی سربراہی کے جائز نہ ہونے کا یہ مسئلہ دونوں میں بیان ہوا ہے۔ بطورِ مثال چند حوالے ملاحظہ کیجیے:

۱-۲-۳- ابن الہمامؒ نے "المسایرہ" میں اور علامہ تفتازانی نے "شرح عقاید" اور "شرح مقاصد" میں لکھا ہے کہ:

"حکمران کی اہلیت کے لیے مرد ہونا شرط ہے"۔[۱]

---

[۱] المسایرہ رکن رابع اصل تاسع - شرح عقائد و شرح مقاصد بحث امامت۔

۴ — شرح عقائد کی شرح "نبراس" میں لکھا ہے کہ:

"اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت نماز کی امامت کی طرح حکومت کی سربراہی بھی نہیں کر سکتی"[1]

۵ — قاضی ابوبکر ابن العربیؒ متوفی ۵۴۷ھ لکھتے ہیں:

إن امرأة لا تكون خليفة ولا خلاف فيه

"عورت حکمران نہیں بن سکتی اور اس میں کوئی خلاف نہیں ہے"[2]

۶ — امام قرطبیؒ متوفی ۶۷۱ھ لکھتے ہیں:

قد اجمعوا على ان المرأة لا يجوز ان تكون اماما

"فقہاء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ عورت کا حکمران بننا جائز نہیں ہے"[3]

۷ — ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

الملك الاعظم مختص بالرجال

"حکومت کی سربراہی مردوں کے لیے مخصوص ہے"[4]

۸ — امام ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ لکھتے ہیں:

لا تحل الخلافة الا لرجل

"حکومت کی سربراہی حلال نہیں ہے مگر مردوں کے لیے"[5]

۹ — ابن نجیم مصریؒ حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

"آمدی نے لکھا ہے کہ امامت (حکمرانی) کی متفقہ شرائط اہلیت

---

[1] نبراس ص ۵۳۶

[2] تفسیر قرطبی جلد ۱۳ ص ۱۸۳

[3] قرطبی جلد ۱ ص ۲۷۰ و جلد ۵ ص ۱۶۸

[4] تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۷۴

[5] المحلّٰی جلد ۹ ص ۳۵۹ کتاب الامامت

آٹھ ہیں:

۱- احکام شرعیہ کا علم ۲- جنگی امور کی مہارت ۳- مضبوط قوتِ ارادی (دلیری) ۴- پرہیز گار ہونا ۵- بالغ ہونا ۶- مرد ہونا ۷- آزاد ہونا- ۸- نفاذِ احکام کی قوت-[۱]

۱۰- شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں:

از آں جملہ آنست کہ مذکر باشد

"سربراہ حکومت کی شرائطِ اہلیت میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مرد ہو"[۲]

درمختار، شامی، تفسیر مظہری، نیل الاوطار اور تحفۃ الاحوذی میں بھی صراحتاً لکھا ہوا ہے کہ حکومت کی سربراہی مردوں کے لیے مخصوص ہے اور عورت سربراہ حکومت نہیں بن سکتی-[۳]

مولانا اشرف علی تھانویؒ متوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں:-

"ہماری شریعت میں عورت کو حکمران بنانے کی ممانعت ہے- پس بلقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے- اول تو یہ فعل مشرکین کا تھا، دوسرے اگر شریعتِ سلیمانیہ نے اس کی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدیؐ اس کے خلاف ہوتے ہوئے حجت نہیں"[۴ و ۵]

مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ سید امیر علی ملیح آبادیؒ، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، اور مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ حکومت کی سربراہی عورت کو

---

[۱] الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی طبع کراچی جلد ۲ ص ۲۶۶

[۲] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء طبع لاہور ۱۹۷۶ء ص ۴

[۳] مجموعہ شامی جلد ۱ ص ۵۱۲- تفسیر مظہری سورۃ النساء آیت ۳۴- نیل الاوطار جلد ۹ ص ۱۶۸- تحفۃ الاحوذی جلد ۶ ص ۵۴۲ [۴] بیان القرآن النمل آیت ۲۳-

[۵] یہاں مراد یہ ہے کہ "تو شرع محمدیؐ میں اس کی مخالفت کے ہوتے ہوئے وہ حجت نہیں"

دینا جائز نہیں ہے۔[1]

مفکر اسلام مولانا مودودیؒ متوفی ۱۳۹۹ھ لکھتے ہیں:

"مملکت میں ذمہ داری کے مناصب خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت، عورت کے سپرد نہیں کیے جا سکتے۔"[2]

(باقی)

---

[1] ترجمان القرآن۔ النساء ۳۴۔ مواہب الرحمٰن جلد ۵ ص ۳۱۔ تفسیر ماجدی۔ سورۃ النمل آیت ۲۳۔ معارف القرآن جلد ۶ ص ۵۶۱ النمل آیت ۲۳۔

[2] اسلامی ریاست ص ۱۷۹۔

پکار

○ اسلامی شعور کا حامل ○ منفرد ادب کا نمونہ ○ باذوق افراد کی پسند

رسالہ "پکار" جو طالبات کے علاوہ گھر کے ہر فرد کی بھی پکار ہے۔

اپریل میں "یکجہتی کشمیر نمبر" شائع کر رہا ہے۔

کیا آپ مقبوضہ کشمیر کے مظلوم بہن بھائیوں کے لیے اپنے دردمند دل میں جگہ پاتے ہیں؟

آج ہی "پکار" حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

دفتر رابطہ:- ۲۴۱-بی- بلاک ۱۳- ڈی وَن- گلشن اقبال- کراچی